رابطہ ابناء
الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم

الجامعۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت کی پکار

الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم

خطبۂ جمعہ

معاملۂ قرض کے اہم گوشے

(قسط اول)

مرتب : مولانا سید خالد قاسمی
استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم، بنگلور

الحمد لله كفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ

فقد قال الله تبارک وتعالیٰ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ.

اے ایمان والو! جب تم کسی میعادِ معین کے لئے کوئی ادھار معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ (البقرۃ:۲۸۱)

معاملات کی اہمیت

حضرات علما نے اسلامی تعلیمات وہدایات کو کل پانچ شعبوں میں تقسیم فرمایا ہے: عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات۔ ان پانچ شعبوں میں ایک اہم شعبہ معاملات ہے، آدمی کا دین کامل ومکمل ہونے کے لئے جہاں عقائد وعبادات وغیرہ میں پختگی ودرستگی ضروری ہے وہیں پر معاملات کو بھی ٹھیک طور پر انجام دینا ضروری ہے، بنا اس کے آدمی کا ایمان کامل ومکمل نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ رب العزت کا مطالبہ ہے کہ دین اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا اعلان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ (البقرۃ:۲۰۸)

(اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے طور پر داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔)

اس آیت کے تحت امام التفسیر امام رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ويصلح أن يرجع الى الاسلام أى ادخلوا فى الاسلام كله أى فى كل شرائعه قال الواحدى رحمه الله: هٰذا أليق بظاهر التفسير لأنهم أمروا بالقيام بها كلها. (اس آیت کا یہ مفہوم بھی درست ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ یعنی اس کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہو جاؤ، امام واحدی فرماتے ہیں: ظاہرِ تفسیر کی رو سے یہ معنی مراد لینا زیادہ مناسب ہے؛ اس لئے کہ لوگوں کو اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام شریعت پر عمل پیرا ہوں)۔

(تفسیر کبیر: ۲۲۶/۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جب تک آدمی دین کے تمام شعبوں پر عمل نہیں کرے گا اس کا ایمان ناقص وادھورا رہتا ہے۔ اور انہیں شعبوں میں معاملات بھی ایک اہم ترین شعبہ ہے۔

یہاں یہ بات ذکر کردینا ضروری ہے کہ دین کا بہت بڑا حصہ وہ ہے جو معاملات سے متعلق ہے، اسلامی کتب خانے میں فقہ کے عنوان پر جو کتابیں لکھی گئیں ہیں ان میں صرف ایک چوتھائی حصہ عبادات کے عنوان پر لکھا گیا ہے، اس کے علاوہ باقی تین چوتھائی حصے معاملات سے متعلق لکھے گئے ہیں، مثلاً ہدایہ فقہ حنفی کی مشہور ومعروف کتاب ہے، اس کی کل چار جلدیں ہیں، پہلی جلد عبادات سے متعلق ہے جس میں نماز، روزہ اور حج وغیرہ سے متعلق مسائل درج کئے گئے ہیں، باقی تین جلدیں معاملات پر لکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادات کے مقابلے میں معاملات کا باب بڑا طویل ہے، اور حضراتِ علما کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ دینی تعلیمات کے اصل حسن کا اظہار اسی باب سے ہوتا ہے، اس میں لحاظ کئے گئے دقیق دقیق امور سے دین کا حسن زیادہ چھلکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا تعلق بندوں کے مابین ہوتا ہے۔ برخلاف عبادات کا معاملہ ہمارے اور خدا کے درمیان رہتا ہے، آدمی نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے تو اس کا علم اس کو اور اس کے پروردگار کو ہوتا ہے

،باقی غیروں کو اس کا کوئی علم نہیں ؛ لیکن معاملات کا تعلق بندوں کے مابین ہوتا ہے،ایک مسلمان،دوسرے مسلمان سے یا کافر سے معاملہ کرتا ہے،اگر معاملہ کو سچائی وامانتداری کے ساتھ ادا کیا جائے تو دونوں فریقین سلامتی ونفع میں رہتے ہیں،اوران کے مابین اچھا تاثر قائم ہوتا ہے ،اوراگر خدانخواستہ معاملے کو صحیح طور پر انجام نہ دیا جائے،اس میں جھوٹ وخداع پایا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا اس سے صاحبِ معاملہ کی شبیہ متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے دین ومذہب کی بھی غلط ترجمانی ہوگی ؛اس لئے کہ اگر کسی مذہب کی تعلیمات وہدایات کا جائزہ لینا ہوتو لوگوں کا عام مزاج ومذاق یہ ہے کہ اس مذہب کے حاملین وپیروکاروں کے احوال واطوار ومعاملات پر نگاہیں دوڑاتے ہیں،اوراسی سے اس مذہب کی حقیقت وسچائی کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔غور کریں اگر اہلِ اسلام کے معاملات میں خرابی ہوگی تو اس کا نقصان صرف ان کی ذات کی حد تک نہ ہوگا؛بل کہ ان کے صحیح وسچے مذہب کے تعلق سے بھی لوگ غلط آراء قائم کریں گے؛اس لئے اپنے معاملات کو صحیح طور پر انجام دینا نہایت ہی ضروری ہے۔

معاملات کے بارے میں لوگوں میں غفلت

لیکن کس قدر افسوس ناک صورتِ حال ہے کہ لوگوں نے معاملات کو دین سے خارج کردیا،اوران کے بارے میں یہ تصور قائم کرلیا کہ یہ تو یوں ہی انجام دی جانے والی چیز ہے،اس کا دین وایمان سے کوئی تعلق نہیں،اس سلسلہ میں عوام الناس سے تو غفلت پائی ہی جاتی ہے؛لیکن اس کا کیا جائے کہ اچھے خاصے دیندار سمجھے جانے والے،صوم وصلاۃ کے پابند لوگ اوردین کی شدبدھ رکھنے والے افراد بھی کافی کمی وکوتاہی کے شکار ہیں،اس کا جو نتیجہ ہونا تھا وہ ظاہر ہے کہ صرف علاقائی اورملکی سطح پر ہی نہیں ؛بل کہ عالمی طور پر یہ تصور قائم کیا جانے لگا کہ اہلِ اسلام کے معاملات میں بڑا جھول پایا جاتا ہے۔

قرض بھی ایک معاملہ ہے

ویسے معاملات کی فہرست تو بہت طویل ہے جن کو اصحابِ فقہ نے کتبِ فقہیہ میں ذکر کیا ہے؛مگر ہم ان میں سے ایک اہم معاملہ۔جس کی ضرورت شاذونادر ہی کسی کو پیش نہ آتی ہو اورجس کو خال خال ہی کوئی انجام نہ دیتا ہو۔اس کو یہاں پر ذکر کرتے ہیں،وہ ہے قرض کا معاملہ۔ قرض کے بارے میں اسلامی ہدایات کیا ہیں؟ آیا اس کا لین دین جائز ہے یا نہیں؟اوراگر لینا جائز ہے تو کس صورت میں لیں اورکس صورت میں نہ لیں؟ قرض لینے دینے کے آداب ومستحبات کیا ہیں؟ نیز اس سلسلے میں معاشرے میں کیا بے اعتدالیاں پائی جاتی ہیں،وغیرہ وغیرہ ایسے ہی امور کو ہم یہاں مختصراً ذکر کرتے ہیں؛تاکہ یہ بکثرت انجام دیا جانے والا معاملہ عین شریعتِ محمدی کے مطابق انجام پائے۔

قرض کی تعریف

’’قرض‘‘ کے اصل معنے کاٹنے کے ہیں،قینچی کو اس لئے’’مقراض‘‘ کہتے ہیں کہ وہ کاٹنے کا ذریعہ ہے۔اصطلاح میں’’قرض‘‘ بدل کی ادائیگی کی شرط پر نفع اٹھانے کے لئے مال دینے کا نام ہے،’’دفع المال ارفاقا لمن ينتفع به ويرد بدله‘‘ ،چونکہ قرض دہندہ اپنے مال کا کچھ حصہ علاحدہ کرکے یا دوسرے لفظوں میں کاٹ کر مقروض کو دیتا ہے؛اسی لئے اس کو قرض کہتے ہیں۔ (قاموس الفقہ:۵/۴۸۷)

قرض ایک انسانی ضرورت ہے

انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں ناداری وافلاس کی وجہ سے یا موقعہ پر رقم فراہم نہ ہونے کی وجہ سے دوسروں سے مالی اعانت کے طلب کرنے کا محتاج ہوتا ہے، جن لوگوں کی طبیعت میں غیرت وخودداری ہوتی ہے وہ کبھی بھی اس بات پر آمادہ نہیں ہوتے کہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کریں اوران سے اپنی حاجات کی تکمیل کا مطالبہ کریں؛ البتہ ان کے لئے یہ بات ممکن ہوتی ہے کہ چند دنوں تک کے لئے کسی سے عارضی طور پر کچھ رقم لے لیں اور اپنی ضروریات پوری کریں، پھر جب اس رقم کی ادائیگی کا موقعہ فراہم ہوتو اس کو ادا کر دیں۔ چونکہ دین میں کوئی تنگی نہیں ہے، اور قرض لینا ایک انسانی ضرورت ہے؛ اس لئے شریعت نے ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ومجبوری کے مدِنظر قرض کو جائز و مشروع قرار دیا ہے۔

قرض کا حکم

قرض لینا تو مباح ہے؛ لیکن قرض دینا امرِ مستحب ہے؛ اس لئے کہ یہ دوسروں کے تعاون کی ایک راہ ہے؛ اور دوسرے کی مدد ونصرت کرنا۔ بالخصوص مجبوری کے مواقع میں۔ شریعت کی نظروں میں بہت بڑی نیکی ہے؛ اس لئے قرض دینا صرف جائز ہی نہیں؛ بل کہ بڑا افضیلت کا کام ہے؛ اسی لئے احادیث میں قرض دینے کی بڑی بڑی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں۔ (ملخص از: قاموس الفقہ ۵/۴۸۷)

قرض لینے سے پہلے

قرض کا معاملہ کرنے سے پہلے قرض خواہ کے پیشِ نظر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ چونکہ قرض بر بنائے ضرورت وحاجت مشروع کیا گیا ہے ؛اس لئے اس کا یہ فریضہ ہے کہ واقعی ضرورت وحاجت پر ہی قرض کا مطالبہ کرے، آسائش وزیبائش کے لئے یا محض نمائش کے لئے یا لہوولعب اور کھیل تماشوں میں مبتلا ہونے کے لئے ہرگز ہرگز قرض کا مطالبہ نہ کرے؛ اس لئے کہ قرض ایک ذلت ورسوائی کی چیز ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرض زمین میں اللہ کا ایک جھنڈا ہے، پس جب اللہ کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو اس کو اس کے گلے میں ڈال دیتے ہیں (الترغیب والترہیب) اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ گناہوں کو کم کرو، موت تم پر آسان ہوجائے گی، اور قرض کا معاملہ کم کرو، آزاد زندگی گذاروگے۔ (شعب الایمان: ۵۵۵۷) اسی لئے آپ علیہ السلام بکثرت قرض سے پناہ کی دعا فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپ علیہ السلام علیہ سے یہ دعا بکثرت منقول ہے: اللھم انی اعوذبک من المأثم والمغرم ۔ (الالمام باحادیث الأحکام: ۲۹۵، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۹۹۵) اے اللہ! میں آپ کی گناہ سے اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں) ایک دفعہ آپ نے یہ دعا بھی فرمائی: أعوذ باللہ من الکفرو الدیَن. (اے اللہ! میں آپ کی کفر سے اور قرض سے پناہ مانگتاہوں) ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ کے نزدیک کفرو دَین دونوں برابر ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ (المنتخب من مسند عبد بن حمید: ۹۳۱، جامع الأصول فی أحادیث الرسول للجزری: ۲۴۰۵)

ان روایات پر غور کیا جائے تو یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ قرض کا معاملہ اگر چہ اپنی جگہ جائز ہے؛ مگر شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے

اس لئے حتی الامکان اس سے گریز کیا جائے؛ ہاں اگر اس کے بنا چارۂ کار ہی نہ تو اس کے لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قرض دینے سے پہلے

قرض دہندہ کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ قرض دینے سے پہلے قرض خواہ کے ارادوں کو معلوم کرے؛ مبادا ایسا نہ ہو کہ قرض خواہ اس سے قرض لے کر کسی معصیت و برائی کے کام میں صرف نہ کر ڈالے، اس وقت اس کا قرض دینا تعاون علی المعاصی کے قبیل کا کام ہوگا جو کہ بالیقین ناجائز ہے۔ قرآنِ کریم کا اعلان ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ:۲) نیکی اور تقوے کا کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں آپس میں تعاون نہ کرو۔ اس لئے قرض دینے سے قبل قرض خواہ کی قرض لینے سے کیا حاجت ہے معلوم کرلے، اگر اس کی حاجت جائز حدود میں آتی ہے تو قرض دے کر ضرور اس کی مدد کرے؛ ورنہ اس کو منع کردے یا عذر و معذرت سے کام لے لے۔

قرض دینا بہت بڑی نیکی ہے

احادیثِ نبویہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرض دینا بہت ہی بڑا فضیلت کا کام ہے؛ اس لئے جب کوئی باغیرت ضرورت مند قرض کا مطالبہ کرے اور آدمی کے پاس اتنی وسعت ہو کہ وہ اس کا تعاون کر سکتا ہو تو اس کو ضرور سبقت کرنا چاہئے۔ نمونے کے طور پر اس سلسلے میں آئی ہوئی ایک دو روایات ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی تنگ دست پر آسانی کرتا ہے تو اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی عطا فرماتے ہیں۔ (ترمذی:۱۹۳۰)

(۲) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک آدمی جنت میں داخل ہوا تو اس نے اس کے دروازہ پر یہ لکھا دیکھا: صدقہ کا بدلہ دس گنا ہے اور قرض کا بدلہ اس کے اٹھارہ گنا ہے۔ (الترغیب والترہیب:۱۳۵۱)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہر قرض صدقہ ہے۔ (الترغیب والترہیب:۱۳۵۰)

مقروض کے لئے ہدایات

چونکہ قرض دہندہ مقروض کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا ہے، بسا اوقات اپنی ضروریات روک کر مقروض کو اپنی رقم بطورِ قرض ادا کرتا ہے؛ اس لئے مقروض کا فریضہ ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے، قرآنِ کریم کا پیغام ہے: هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۰) نیکی کا بدلہ تو نیکی ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا مقروض کو بھی چاہئے کہ وہ قرض دہندہ کا قرض اچھے انداز سے ادا کردے۔

قرض کی ادائیگی کی فکر کرے

اس کے لئے اولاً اس پر یہ بات ضروری ہے کہ قرض کی ادائیگی کی فکر کرے اور اپنے طور سے قرض کی رقم جمع کرنے کی کوشش شروع کردے۔ جب آدمی قرض لینے کے بعد اس کی ادائیگی کی فکر رکھتا ہے اور اس کے لئے کوشاں رہتا ہے تو اس کے ساتھ غیبی نصرت ہوتی ہے اور

قرض کی ادائیگی کی رقم مہیا کردی جاتی ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کا مال اس ارادہ سے لیتا ہے کہ اس کو ادا کردے تو اللہ اس کو اس کی جانب سے ادا کردیتے ہیں۔ (البخاری:۲۳۸۷،ابنِ ماجہ:۲۴۱۱)

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: أي أعانه على ادائه في الدنيا أو ارضى خصمه في العقبى۔یعنی اللہ مقروض کو دنیا میں قرض ادا کرنے پر اس کا تعاون کرتے ہیں، یا آخرت میں قرض خواہ کو اس کی طرف سے راضی کردیتے ہیں۔(مرقاۃ:۶/۱۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول تھا کہ وہ بکثرت قرض لیا کرتی تھیں، کسی نے ان سے کہا کہ آپ اس قدر کثرت کے ساتھ کیوں قرض لیتی ہیں حالانکہ آپ کو قرض لینے کی کوئی حاجت نہیں؟ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی بندہ قرض ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ کی جانب سے اس کی مدد ہوتی ہے، پس میں اس مدد کو تلاش کرتی ہوں۔اور ایک روایت میں ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: جس آدمی پر کوئی دَین ہو اور وہ اس کی ادائیگی کی فکر میں ہو تو اس کے ساتھ اللہ کی جانب سے ایک محافظ مقرر ہوگا۔ (مسند احمد:۲۴۴۸۳)

جیسے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بکثرت قرض لینے کا معمول تھا ویسے ہی ام المومنین حضرتِ میمونہ اور حضرت عبد بن جعفر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ لوگوں سے بکثرت قرض لیتے تھے اور اس کی وجہ دریافت کرنے پر ویسا ہی جواب دیتے تھے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ (ابنِ ماجہ:۲۴۰۸،۲۴۰۹،ابن حبان:۵۰۴۱)

قرض کو بہتر انداز سے ادا کرے

مقروض نے رقم کی جتنی مقدار بطورِ قرض لی ہے اس کی ادائیگی تو اس پر واجب وضروری ہے، از خود اس میں کمی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، اور نہ ہی اس بات کی اجازت ہے کہ قرض دہندہ مقروض پر اصل رقم سے زیادہ ادا کرنے کی شرط لگائے؛ اس لئے کہ یہ ربٰو ہے جس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

قرض کو بہتر انداز سے ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ باہمی شرط کے بغیر مقروض اپنی رضامندی وخوشی سے اصل رقم سے زائد ادا کرے۔ یقیناً اس کا یہ عمل لائقِ ستائش اور قرض دہندہ کے شکریہ کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ قرض خواہ کو اس کا قرض ادا کرتے تو بہتر سے بہتر انداز کرتے، یا تو آپ ادائیگی کے وقت اس کے حق میں تعریفی کلمات ارشاد فرماتے یا قرض کی مقدار سے زیادہ عطا فرماتے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ایک کم سن اونٹ بطورِ قرض لیا، پھر آپ کے پاس صدقے کے اونٹ آئے، حضرت ابو رافع فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں قرض خواہ کو ویسا ہی ایک اونٹ دے دوں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں (ان

صدقے کے اونٹوں میں)نہیں پاتا ہوں مگر وہ اونٹ جو عمدہ ہیں اور چھے سال مکمل کر کے ساتویں سال کی عمر میں داخل ہو چکے ہیں، تو رسول اللہ نے فرمایا: اس کو وہی دے دو، اس لئے کہ بہترین لوگ وہ ہیں جو قرض کی ادائیگی میں سب سے بہتر ہوں۔ (مسلم: ۲۹۰۵، ابوداؤد: ۳۳۴۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے لئے آپ علیہ السلام کے ذمے دَین تھا، تو آپ نے مجھے ادا کیا اور اضافے کے ساتھ ادا فرمایا۔
(ابوداؤد: ۳۳۴۷، نسائی: ۴۵۹۱)

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ فرماتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے چالیس ہزار درہم قرض لیا، پھر آپ کے پاس مال آیا، تو آپ نے مجھے وہ ادا کیا، اور ساتھ ہی ساتھ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اہل وعیال میں برکت عطا فرمائے، قرض کا بدلہ تو تعریف اور ادائیگی ہے۔ (نسائی: ۴۶۸۳، ابن ماجہ: ۲۴۲۴) یعنی صرف ادائیگی پر اکتفا نہ کرے؛ بل کہ ساتھ ہی ساتھ تعریف وشکر پر مشتمل کچھ کلمات بھی کہے۔

قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کرے

قرض دار پر یہ بات ضروری ہے کہ قرض کی ادائیگی کے لئے جو میعاد مقرر کی گئی ہے، اس میعاد کے آنے پر فوراً قرض کو ادا کر دے، قرض کی ادائیگی کی وسعت کے باوجود ادا نہ کرنا، ٹال مٹول سے کام لینا اور اب تب کرتے رہنا شریعت کی نظر میں سخت ترین جرم ہے؛ لہٰذا قرض دار کی یہ ذمے داری ہے کہ جلد سے جلد قرض کی رقم کو ادا کر دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مطل الغنی ظلم (صاحبِ استطاعت آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔) (البخاری: ۲۲۸۷، مسلم: ۳۳۔۱۵۶۴)

حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: آپ علیہ السلام نے فرمایا: لی الواجد یحل عرضہ وعقوبتہ (مالدار کا ٹال مٹول کرنا اس کی عزت کو اور اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے۔) (مشکاۃ: ۲۹۱۹)

حضرت عبداللہ ابن مبارک اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس کی عزت حلال ہونے کا مطلب: قرض دہندہ مقروض کے ساتھ سخت برتاؤ کر سکتا ہے اور اس کی سزا حلال ہونے کا مطلب: مقروض کو قید کیا جا سکتا ہے۔ (أیضاً)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں سے اللہ نفرت کرتے ہیں: بوڑھا بدکار، متکبر فقیر اور ظالم مالدار۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲۴۵۶، ترمذی: ۲۵۷۱)

قرض ادا نہ کرنے کی وعیدات

جو لوگ اپنی ضرورت وحاجت کے موقعہ پر دوسروں سے قرض لیتے ہیں اور اپنی ضروریات پورا کر لیتے ہیں، پھر ادائیگی کو سرے سے فراموش کر دیتے ہیں یا اسی ارادے سے قرض لیتے ہیں کہ رقم واپس کرنا نہیں ہے، ایسے لوگ بدترین مجرم ہیں، ان کا یہ عمل ان کو دنیا وآخرت کے

گھاٹے میں مبتلا کر رہا ہے۔

قرض ادا نہ کرنے والا ہلاکت کے دہانے پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کا مال ادا کرنے کے ارادے سے لیتا ہے تو اللہ اس کو اس کی جانب سے ادا کر دیتے ہیں، اور جو دوسروں کا مال ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اللہ اس کو اس کے عمل پر ہلاک کر دیتے ہیں۔ (بخاری: ۲۳۸۷)

مشہور شارح حدیث ملا علی قاریؒ اس حدیث کے شرح میں رقم فرماتے ہیں: **أی ومن استقرض من غیر احتیاج ولم یقصد أداء ہ لم یعنه ولم یوسع علیه بل یتلف ماله لأنه قصد اتلاف مسلم .**

(جو لاگ بنا کسی احتیاج کے قرض لیتے ہیں اور اس کو ادا کرنے کا رادہ نہیں رکھتے تو اللہ ان کی مدد نہیں کرتا اور ان پر ان کی روزی کو وسیع نہیں کرتے، بل کہ ان کے مال کو ہلاک کر دیتے ہیں؛ اس لئے کہ اس نے مسلمان کے مال کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۶/۱۱۰)

اس حدیث میں بتلایا گیا کہ جو لوگ قرض کا مال لینے کے بعد واپس نہیں کرتے اللہ اس کو دنیا میں ہی ہلاک و برباد کر دیتے ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کیا کوئی آدمی دوسرے کو تباہ کر کے کبھی خوش حال و ترو تازہ رہ سکتا ہے! ہرگز نہیں۔

بیوی کا مہر ادا نہ کرنے والا بدکار ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی عورت سے مہر پر نکاح کرے اور ساتھ ہی ساتھ یہ نیت بھی رکھتا ہو کہ مہر ادا نہیں کرے گا تو ایسا آدمی بدکار و زانی ہے۔ (الترغیب والترہیب: ۲۸۰۵)

فائدہ: بیوی کا مہر شوہر کے ذمے دَین ہوتا ہے جس کی ادائیگی اس پر لازم و ضروری ہوتی ہے، چونکہ یہ دَین ملکِ بضع کا عوض ہے؛ لہٰذا جو لوگ اپنی بیوی سے اپنی نفسانی حاجت تو پورا کرتے ہیں؛ لیکن اس کا عوض ادا نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے بارے میں آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ بدکار و زانی ہیں۔ کتنی سخت وعید ہے ان لوگوں کے بارے میں جو اپنی بیویوں کا مہر ادا نہیں کرتے اور ازدواجی زندگی ایسے ہی گذار دیتے ہیں۔ اس حدیث کے پیشِ نظر وہ لوگ ذرا اپنے عمل پر غور کریں جو مہر کی ادائیگی کے بغیر زندگی گذار دیتے ہیں پھر بیوی کے انتقال کے وقت یا خود اپنی جان کنی کے عالم میں بیوی سے مہر معاف کرانے کے چکر میں رہتے ہیں، ان کا یہ عمل کہاں تک صحیح ہے؟

قرض ادا نہ کرنے والا چور ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور جو کسی سے قرض کا معاملہ کرے اور اسی کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ قرض دہندہ کو اس کی رقم ادا نہیں کرے گا تو ایسا آدمی چور ہے۔ (أیضاً)

قرض ادا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک ان کبائر کے بعد جن سے اللہ نے منع کیا ہے سب

سے بڑا گناہ جس کے ساتھ بندہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے یہ ہے کہ آدمی اس حال میں انتقال کرے کہ اس کے ذمے دَین ہو جس کی ادائیگی کے لئے اس نے کوئی چیز نہ چھوڑی ہو۔ (ابوداؤد:۳۳۴۲)

قرض ادا نہ کرنے والے کی بخشش نہیں ہوگی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کے تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

(مسلم:۱۱۹۔۱۸۸۶)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک صحابی نے سوال کیا: یارسول اللہ! آپ ذرا بتلائیں کہ اگر میں جہاد میں صبر کرتے ہوئے، ثواب کی امید رکھتے ہوئے، پیٹھ دکھائے بغیر آگے بڑھتے ہوئے شہید ہوگیا تو کیا اللہ میرے گناہ معاف فرمادیں گے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں ، پھر جب وہ جانے لگے تو آپ نے ان کو آواز دی اور فرمایا: ہاں، مگر قرض؛ (پھر اس کے بعد فرمایا) اسی طرح جبرئیل نے کہا ہے۔

(مسلم:۱۱۷۔۱۸۸۵)

قرض ادا نہ کرنے والے کی نیکیاں لے لی جائیں گی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مرے اس حال میں کہ اس کے ذمّے (دوسروں کے) دینار یا درہم ہو تو اس کو اس کی نیکیوں سے ادا کیا جائے گا؛ اس لئے کہ وہاں نہ دینار پائے جاتے ہیں اور نہ درہم۔ (ابن ماجہ:۲۴۱۴)

قرض دہندہ کے گناہوں کا بار مقروض کے ذمّے ہوگا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت قاسم سے منقول ہے، انہوں نے کہا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی سے قرض لے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس کو ادا نہ کرے، پھر اس کا اسی پر انتقال ہوگیا اور اس نے قرض ادا نہیں کیا، تو اس سے کہا جائے گا: کیا تیرا گمان یہ ہے کہ ہم فلاں کو اس کا حق تجھ سے ہرگز ہرگز پورا نہیں دلوائیں گے؟ پھر اس سے اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی، اور قرض دہندہ کی نیکیوں میں اس سے اضافہ کردیا جائے گا، پس اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو قرض دہندہ کے گناہ اس سے لئے جائیں گے اور قرض دار کے گناہوں میں اس کو شامل کردیا جائے گا۔ (شعب الایمان:۵۵۶۱) (جاری)

Jamia Islamia Maseehul Uloom,
K.S. Halli, Post Kannor Village, Bidara Halli Hobli,
Baglur Main Road, Banglore-562149

www.muftishuaibullah.com

رابطۂ ابناء
الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم